از عدالت اعظمیٰ

بی وی پٹنکر اور دیگراں

بنام

سی۔ جی۔ ساسٹری

(بی پی سنہا،سی جے، جے ایل کپور، پی بی گجیند را گدگار،

کے۔سبھاراؤاور کےاین وانچو،جسٹسز۔

رینٹ کنٹرولر۔کرایہ داروں کی بے دخلی کے خلاف پابندیاں۔ڈگری رفرمان بابت قبضہ مکان۔ کرایہ دار کی عدم موجودگی میں ہاؤس ڈیلیوری پر قبضہ کرنے کا فرمان دیا گیا ہے۔تعمیر عدالت کا پابندیوں کو نظر انداز کرنا۔قانونی جوازیت۔انہل ۔منسوخی میسور ہاؤس رینٹ اینڈ رہائش کنٹرول آرڈر، 1948 ، دفعات 9 اور 16 اور ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ 1882 (ایکٹ IV آف 1882)۔ضابطہ دیوانی (ایکٹ V آف 1908) دفعات 47، 151۔

اپیل گزاروں نے 22 جولائی 1951 کو ایک مکان پر قبضہ حاصل کرنے کے حق میں ایک فرمان پر عمل کرتے ہوئے اس پر قبضہ کرلیا۔قبضہ کی فراہمی کا حکم مدعاعلیہ کو بغیر اطلاع کے اور اس کی غیر موجودگی میں دیا گیا تھا۔جواب دہندہ نے دفعات 47، 144 اور 151 ضابطہ دیوانی کے تحت تعمیلی عدالت میں میں ڈیلیوری کے یک طرفہ حکم کو منسوخ کرنے اور گھر کی ملکیت کو اس کے پاس یا متبادل طور پر دوبارہ پہنچانے کے لیے، اپیل کنندگان کو گھر سے غیر منقولہ جائیداد کو ہٹانے کے لیے سہولت فراہم کرنے کے حکم کے لیے ایک درخواست دی۔تعمیلی عدالت نے اپیل گزار کی اس دلیل کو برقرار رکھا کہ مدعاعلیہ کی درخواست قابل قبول نہیں تھی۔مدعاعلیہ کی اپیل پر ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ میسور ہاؤس رینٹ اور رہائش کنٹرول آرڈر، 1948 کی دفعات 9 اور 16 کی وجہ سے مدعاعلیہ کو بے دخل کرنے کا حکم دینے کا کوئی دائرہ اختیار تعمیلی کورٹ کے پاس نہیں ہے۔خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل پر، اپیل گزاروں نے دیگر باتوں کے ساتھ دعوی کیا:

جیسا کہ انہوں نے عدالت عالیہ میں بھی کیا، کہ میسور ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر 1948 ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ 1882 (IV آف 1882) کی دفعات کے منافی تھا، جو پارٹ بی

اسٹیٹس (قوانین) ایکٹ 1951 (ایکٹ III آف 1951) کے ذریعے ریاست میسور میں لاگو ہوا، جو یکم اپریل 1951 کو نافذ ہوا اور اس لیے ہاؤس کنٹرول آرڈر فریقین کے حقوق پر اس دن کام نہیں کر سکا جب تعمیلی عدالت نے اپیل گزاروں کو قبضہ پہنچانے کا حکم دیا تھا، یعنی 9 جولائی 1951، یا جب ڈیلیوری دراصل دی گئی تھی یعنی 22 جولائی، 1951 کو۔

مانا گیا کہ ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ صرف اس وقت نافذ ہوا جب اس میں 12 ستمبر 1951 کے نوٹیفکیشن کے ذریعے توسیع کی گئی۔ دفعہ 3 ایکٹ کے تحت، یعنی یکم اکتوبر 1951 سے، اور اس لیے میسور ہاؤس رینٹ اور ایکومیڈیشن کنٹرول آرڈر، 1948، کو یکم اپریل 1951 سے منسوخ نہیں کیا گیا تھا، جب پارٹ بی اسٹیٹس (قوانین) ایکٹ، 1951 نافذ ہوا تھا اور جب قبضہ پہنچایا گیا تھا تب نافذ تھا۔ اُس وقت یہ ایک موجودہ قانون تھا جسے آئین کے آرٹیکل 372 کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا اور آرٹیکل 254 سے متاثر نہیں ہوا تھا، اور اس معاملے میں ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ (ایکٹ IV آف 1882) کی مخالفت کا سوال پیدا نہیں ہوا تھا۔

میسرز تلکرام رام بخش بمقابلہ بینک آف پٹیالہ، اے۔ آئی۔ آر۔ 1959 پنجاب 40, غور کیا۔

ضابطہ دیوانی کا دفعہ 47 اس کاروائی پر لاگو ہوتا تھا جس سے یہ اپیل پیدا ہوئی ہے کیونکہ یہ سوال کہ آیا ڈگری مکمل طور پر تعمیل ہو چکی تھی، اس لئے عدالت تعمیل، اطمینان اور وصول ڈگری کے معاملہ سے فارغ ہو چکی تھی۔

رمنا بمقابلہ نلا پراجو، اے۔ آئی۔ آر۔ 1956 سپریم کورٹ 87 اور جے۔ مارٹ بمقابلہ محمد شیرازی اور فرزندان، اے۔ آئی۔ آر۔ 1930 پریوی کونسل صفحہ 86، غور کیا۔

جہاں عدالت قانونی، پابندی سے واقف نہیں تھی جس کے ذریعے کسی حکم نامے پر عمل درآمد ممنوع تھا اور کرایہ دار کے خلاف اخراج کا حکم نامہ منظور کیا گیا تھا تو تعمیلی عدالت حکم نامے پر عمل درآمد نہیں کر سکتی تھی اور اس طرح کے حکم نامے پر عمل درآمد میں منظور کردہ یک طرفہ حکم کے تحت دی گئی کسی بھی قبضہ کو زیر دفعہ 151 ضابطہ فوجداری منسوخ کیا جا سکتا تھا۔

کے محمد سیکری صاحب بمقابلہ مادھوا کورپ، اے آئی آر 1949 مدراس صفحہ 809، پر غور کیا۔

رلیس جوڈیکیٹا اور اسٹوپل کی بنیاد پر اپیل کنندہ کی تنازعات ردلیل بلا کسی طاقت تھی۔ ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر کے دفعات 9(1) اور 16 نے حکم نامے پر عمل درآمد کرنے کے عدالت کے اختیار پر پابندیاں لگا دیں اور انہیں نظر انداز کرنا محض دائرہ اختیار کے استعمال میں غلطی نہیں تھی۔

دیوانی اپیل کا اختیار: سول اپیل نمبر 302 سال 1955۔

میسور عدالت عالیہ کے فیصلہ وحکم نامہ مورخہ 3 اپریل سال 1954 سے باقاعدہ اپیل نمبر 195 سال 52-1951 سے خصوصی اجازت کے بنا پر اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس۔اے۔گوپال راؤ اور بی۔آر۔ایل۔آئینگر۔

مدعا علیہ کی طرف سے میرلی این لکشمی نارانا پا، پی رام ریڈی، آر تھیاگراجن اور سی وی ایل نارائن۔

8 ستمبر 1960 عدالت کا فیصلہ جسٹس کپور سے دیا گیا۔اس اپیل میں بہت کم بنیاد ہے اور اس لیے اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔اپیل کنندگان ڈگری داران اور جواب دہندہ مدیون ہوتے ہیں۔3 فروری 1941 کو، ایک رجسٹرڈ دستاویز کے ذریعے اپیل کنندگان کے والد نے مدعا علیہ کو 10 سال کی مدت کے لیے متنازعہ مکان لیز پر دیا جس میں مدعا علیہ کی خواہش کے مطابق مزید مدت کے لیے تجدید کا آپشن تھا۔یہ گھر مدعا علیہ نے اپنے ہوٹل کے لیے استعمال کیا تھا۔

25 جنوری 1945 کو ان کے والد کا انتقال ہوا۔21 دسمبر 1945 کو، اپیل گزاروں نے اس اعلان کے لیے مقدمہ دائر کیا کہ 3 فروری 1941 کا لیز کا دستاویز، جسے ان کے والد نے انجام دیا تھا، قانونی ضرورت یا خاندان کے فائدے کے لیے نہیں تھا، کہ علیحدگی ان پر پابند نہیں تھی اور لیز کے تحت تجدید کا اختیار غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے کالعدم اور نا قابل عمل تھا۔اپیل گزاروں نے مزید بابت حوالگی قبضہ اور ڈگری بابت مبلغ 2,655 روپے بطور لگان اور آئندہ لگان منافع بر 250 روپیہ ہر سال از ابتدائی یکم دسمبر 1945 کیلئے استدعا کیا۔مدعا علیہ نے 11 مارچ 1946 کو اپنا تحریری بیان اور 26 نومبر 1946 کو ایک اضافی تحریری بیان دائر کیا، جس میں اس نے میسور ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر 1945 کی وجہ سے عدالت کے دائرہ اختیار پر اعتراض اٹھایا۔ ٹرائل جج نے ابتدائی اعتراض کو برقرار رکھا اور مقدمہ خارج کر دیا۔اپیل پر، ہائی کورٹ نے اس حکم نامے کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ مقدمے کی نوعیت اور

دائرہ کار کو ٹرائل کورٹ نے غلط سمجھا تھا اور یہ کہ یہ زمیندار اور کرایہ دار کے تعلقات اور اس پر مبنی نہیں تھا۔ دفعہ 8(1) میسور ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر لاگو نہیں تھا اور کیس کو دوبارہ ٹرائل کے لیے ریمانڈ کر دیا گیا۔

23 اگست 1948 کو مقدمے کا فیصلہ سنایا گیا۔ ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ لیز یکم مئی 1941 سے دس سال کی پہلی مدت کے لیے پابند تھا، کیونکہ اس کی قانونی ضرورت کی وجہ سے حمایت کی گئی تھی۔ لیکن تجدید کا اختیار کالعدم اور غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے ناقابل عمل تھا اور اس لیے قبضہ کے لیے ایک فرمان دس سال کی معیاد ختم ہونے پر، یعنی یکم مئی 1951 کو نافذ کرنے کے لیے منظور کیا گیا۔ اپیل پر ہائی کورٹ نے 22 اگست 1950 کو اس فرمان کی تصدیق کی۔

9 جولائی 1951 کو اپیل گزاروں نے فرمان پر عمل درآمد کیا اور 22 جولائی 1951 کو قبضہ ان کے حوالے کر دیا گیا۔ ڈیلیوری کا آرڈر مدعا علیہ کو بغیر اطلاع کے اور اس کی غیر موجودگی میں دیا گیا تھا۔ کارروائی، "ملاحظہ موقعہ" کہ مدعا علیہ متنازعہ جائیداد کے بڑے حصے کی فراہمی کے بعد موقع پر آیا تھا، اپیل گزاروں کو پہنچا دیا گیا تھا۔

مورخہ 13 اگست سال 1951 کو جواب دہندہ نے ایک درخواست تعمیلی عدالت ضلع جج کے پاس بابت منسوخی یک طرفہ حکم حوالگی اور دوبارہ حوالگی قبضہ مکان اور متبادل میں بابت حکم بنام اپیل کنندہ گان کہ وہ جواب دہندہ کو منقولہ جائیداد اور اشیاء مندرجہ درخواست کو ہٹانے کیلئے دفعات 47، 144 اور 151 ضابطہ فوجداری پیش کیا ہے۔ اپیل گزاروں نے استدعا کی کہ درخواست قابل عمل نہیں ہے۔ ضلعی جج نے 14 نومبر 1951 کو اس دلیل کو برقرار رکھا اور درخواست کو مسترد کر دیا۔ ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی اور اس نے تعمیلی عدالت کے حکم کو الٹ دیا اور اپیل گزاروں کو ہدایت کی کہ وہ مدعا علیہ کو متنازعہ گھر کا قبضہ واپس کریں اور ساتھ ہی وہ قابل منتقلی بھی جو اس وقت گھر میں تھے جب مدعا علیہ کو بے دخل کیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ میسور ہاؤس رینٹ اینڈ ایکومیڈیشن کنٹرول آرڈر، 1948 کی دفعات کی وجہ سے مدعا علیہ کو بے دخل کرنے کا حکم دینے کا کوئی دائرہ اختیار تعمیلی عدالت کے پاس نہیں ہے، جو بے دخلی کی تاریخ پر نافذ تھا۔ عدالت عالیہ نے آرٹیکل 133 کے تحت سند سے انکار کر دیا، اپیل گزاروں نے 12 جنوری 1955 کو اس عدالت سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت حاصل کی، اور اس طرح معاملہ اس مقام پر پہنچا ہے۔

فیصلے کا سوال بنیادی طور پر 1945 اور 1948 کے دو ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈرز کی دفعات کے اطلاق پر ہوتا ہے اور یہ کہ وہ مقدمے کی کارروائی اور اس پر عمل درآمد پر کس حد تک لاگو تھے۔ میسور ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر 1945 مورخہ 6 نومبر 1945 کو نافذ العمل میں آیا اور دفعہ 8(1) اس ایکٹ کے تحت کرایہ داروں کی بے دخلی پر پابندی عائد کی گئی تھی اور اس دفعہ کا متعلقہ حصہ یہ تھا: -

دفعہ 8 ''(1) مکان کے قبضے میں کسی کرایہ دار کو اس سے بے دخل نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ ڈگری پر عمل درآمد میں ہو یا کرایہ داری کے خاتمے سے پہلے یا بعد میں، سوائے اس شق کی دفعات کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

(2) ''ایک مکان مالک جو قبضے میں موجود کرایہ دار کو بے دخل کرنا چاہتا ہے، اس سلسلے میں ہدایت کے لیے کنٹرولر کو درخواست دے گا۔ اگر کنٹرولر کرایہ دار کو وجہ بتانے کا معقول موقع دینے کے بعد مطمئن ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

اس آرڈر کو میسور رینٹ اور اکوموڈیشن آرڈر 1948 جو کہ یکم جولائی 1948 کو نافذ ہوا سے ہٹایا گیا۔ اس حکم کی متعلقہ دفعات، یعنی دفعات 9 اور 16 جو موجودہ اپیل پر لاگو ہوتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں: -

دفعہ 9" (1) مکان کے قبضے میں کسی کرایہ دار کو وہاں سے بے دخل نہیں کیا جائے گا چاہے وہ حکم نامے پر عمل درآمد میں ہو یا دوسری صورت میں سوائے اس کے کہ اس کے مطابق اس شق کی دفعات ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

(2) ایک مالک مکان جو کرایہ دار کو قبضے سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کیلئے کنٹرولر کو ہدایت کرنے کیلئے درخواست دے گا۔ اگر کنٹرولر کرایہ دار کو اس طرح کی درخواست کے خلاف وجہ بتانے کا مناسب موقع دینے کے بعد مطمئن ہو:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

دفعہ 16 "اس حکم میں کچھ بھی مکان مالک کو کسی مجاز سول عدالت کے سامنے کرایہ دار کی بے دخلی کے لیے مقدمہ دائر کرنے سے نہیں روکے گا، بشرطیکہ کسی سول عدالت کے ذریعے کرایہ دار کی بے دخلی کے لیے منظور کردہ کوئی حکم نامہ اس وقت تک نافذ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس سلسلے میں کنٹرولر سے سرٹیفکیٹ حاصل نہ کیا جائے۔"

ہائی کورٹ کے سامنے اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی اور ہمارے سامنے

یہ دلیل دہرائی گئی کہ میسور ہاؤس کینٹ کنٹرول آرڈر 1948 پراپرٹی ٹرانسفرایکٹ (1882 کا
ایکٹ IV) کی دفعات کے منافی تھا جسے پارٹ بی اسٹیٹس (لایز) ایکٹ 1951 (1951 کا
ایکٹ 111) کے ذریعے ریاست میسور میں نافذ کیا گیا تھا۔ یہ ایکٹ 22 فروری 1951 کو
نافذ کیا گیا تھا، اور یکم اپریل 1951 کو نافذ ہوا، جسے مقرر کردہ دن کہا جاتا تھا۔ لہذا یہ دعوی کیا
گیا کہ ہاؤس کنٹرول آرڈر فریقین کے حقوق پر اس دن کام نہیں کرسکتا جب ایگزیکٹو کورٹ نے
اپیل گزاروں کو قبضہ پہنچانے کا حکم دیا تھا، یعنی 9 جولائی 1951، یا جب ڈیلیوری اصل میں دی
گئی تھی، یعنی 22 جولائی 1951 کو۔ اس دلیل کی طاقت کو جانچنے کے لیے پارٹ بی اسٹیٹس
(قوانین) ایکٹ کی دفعات کا جائزہ لینا ضروری ہے اور اس کے نتیجے میں ریاست میسور میں
ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ کیسے اور کب موثر اور فعال ہوا۔ اس ایکٹ کا سیکشن 3 بعض قوانین
اور آرڈیننس کی توسیع اور ترمیم سے متعلق ہے۔ شیڈول میں بیان کردہ قوانین اور آرڈیننس میں
ترمیم کی گئی اور جیسا کہ بیان کیا گیا تھا اور اس کے نتیجے میں اس کا چوتھا پیراگراف لاگو ہوا۔
دفعہ 1 الفاظ "بمبئی، پنجاب یا دہلی" کے لیے، وہ الفاظ جو مذکورہ ریاستوں نے تبدیل کیے
تھے۔ لہذا پارٹ بی اسٹیٹس (لایز) ایکٹ کا اثر محض یہ تھا کہ ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ، ریاست
میسور کو اسی بنیاد پر رکھا گیا تھا جس پر بمبئی، پنجاب یا دہلی کی ریاستیں تھیں۔ یہ نوٹیفکیشن نمبر
2676-سی ٹی ایس کی وجہ سے تھا۔ 5-56-46 مورخہ 12 ستمبر 1951، کہ جائیداد کی منتقلی
کے قانون کو یکم اکتوبر 1951 سے ریاست میسور تک بڑھا دیا گیا تھا۔ نتیجہ کا طور پر ریاست کے
لیزوں پر لاگو ہونے والے ریاست کے قوانین جن میں میسور ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر
1948 شامل تھا، جاری رہے، اور ان مقدمات پر لاگو ہوتے رہے جو اس وقت تک زیر التوا
تھے جب تک کہ اسے میسور رینٹ کنٹرول ایکٹ 1951 کے ذریعے منسوخ نہیں کیا گیا جسے
16 اگست 1951 کو صدر کی منظوری حاصل ہوئی۔

لہذا یہ دلیل کہ یکم اپریل 1951 سے، نامناسبت کے نتیجے میں 1948 کے ہاؤس
رینٹ کنٹرول آرڈر کو منسوخ کر دیا گیا تھا، اسے غیر مستحکم قرار دیا جانا چاہیے اور اسے برقرار نہیں
رکھا جاسکتا، کیونکہ یہ ایک موجودہ قانون تھا جسے آرٹیکل 372 نے محفوظ رکھا تھا اور جو کہ آرٹیکل
254 سے غیر متاثر ہے۔ پنجاب ہائی کورٹ نے ایم/ ایس تلکرم رامبکش بمقابلہ بینک آف پٹی
الا (ا) پارٹ بی اسٹیٹس (قوانین) ایکٹ براطلاق کے ٹرانس فر آف پراپرٹی ایکٹ پی ای پی
ایس یو پر کہا؛

''جو کچھ کے سنٹرل ایکٹ III 1951 نے جو کچھ کیا ہے وہ پارٹ بی ریاستوں کے لیے نوٹیفکیشن کے ذریعے ایکٹ کو علاقے کے کسی بھی حصے تک بڑھانا ممکن بنایا، درحقیقت تاہم، یہ پی ای پی ایس یو یا پنجاب کے ذریعے کبھی نہیں کہا گیا تھا اور ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ وہاں نافذ نہیں ہے۔ان حالات میں دلیل کا مزید جائزہ لینا غیر ضروری ہے۔''

اگرچہ اپیل کی سماعت کے وقت ہائی کورٹ میں نامناسبت کا سوال اٹھایا گیا تھا، لیکن اس کا حقیقی اثر ہے دفعہ 3 پارٹ بی ریاستوں (قوانین) ایکٹ کے بارے میں تعلیم فاضل ججوں کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا اور نہ ہی ان کے سامنے نوٹیفکیشن پیش کیا گیا تھا، لیکن بوقت انکار کرنے اجرائی سند تحت آرٹیکل 133(1) آئین ہند عدالت عالیہ کی جانب سے انکار کرنے کے اپنے حکم میں اس پر بحث کی تھی۔اس لیے اس اپیل میں نامناسبت کی دلیل مکمل طور پر غیر موثر ہے۔

دفعہ 47 کا ان کاراوائیوں پر لاگو نہ ہونا جن میں سے ہمارے سامنے اپیل میں اٹھائی گئی ہے، لیکن یہ دلیل اتنی ہی غیر معقول ہے کیونکہ یہ سوال کہ آیا فیصلہ مکمل طور پر مطمئن تھا اور اس وجہ سے عدالت تعمیل ادائیگی اور اطمینان سے فارغ ہو چکی ہے۔اس عدالت نے رمنا بمقابلہ نلا پراجو (2) میں فیصلہ دیا تھا کہ:

"جب کسی فرمان پر عمل درآمد میں کسی فروخت پر اس بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی شرائط کے مطابق نہیں ہے، تو یہ سوال اس وقت مشتعل ہو سکتا ہے، جب یہ حکم نامے کے فریقین کے درمیان پیدا ہوتا ہے، صرف ایک درخواست دفعہ 47 کے تحت، اور کسی علیحدہ مقدمے میں نہیں''۔

(1) اے۔آئی۔آر۔ 1959 پنجاب۔447 ,440،

(2) اے۔آئی۔آر۔ 1956 ایس۔سی۔87، 91

جے۔میریٹ بمقابلہ محمد شیرازی اینڈ سنز (1) بھی دیکھیں جہاں حقائق یہ تھے کہ یک حکمنامہ تعمیلی عدالت نے حکم نامے کے ہدایت کے برعکس حکم نامے کے حامل کو ایک مخصوص فنڈ کی ادائیگی کی ہدایت کی تھی۔مدراس ہائی کورٹ نے کے۔محمد سیکری صاحب بمقابلہ مادھو کروپ (2) میں فیصلہ دیا کہ جہاں تعمیلی عدالت کرایہ کی پابندی کے قانون میں ترمیم سے واقف نہیں تھی جس کے ذریعے فرمان پر عمل درآمد ممنوع تھا اور اس نے بے دخلی کا حکم منظور کیا۔کرایہ دار کے خلاف بے دخلی کا حکم جس کے ذریعے سے ڈگری کے تعمیل کروانے کو منع کیا گیا ہے اور کرایہ دار کے خلاف بے دخلی کا حکم صادر کیا گیا، تعمیلی عدالت ڈگری کا عمل درآمد نہیں کر سکتا اور کوئی بھی

قبضہ اگر یکہ طرفہ طور دلایا گیا تو وہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ 151 کے تحت منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ معاملہ میں بھی برابری کے طور ممانعت قوی ہے اور دفعہ 47 کو دفعہ 151 کے ساتھ مل کر پڑھنے سے جواب دہندگان کے حق میں قبضہ واپس دلوانے کا حکم بھی برابر جاری رہ سکتا ہے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے امر فیصل شدہ کے اطلاق، معافی اور امر عارضی کے دفاع کو بھی اٹھایا گیا۔ امر فیصل شدہ کی دلیل مدعا علیہ کی جانب سے 11 مارچ 1946 کو اپنے تحریری بیان میں کی گئی عرضی پر مبنی تھی، جس میں اس نے استدعا کی تھی کہ ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر، 1945 کی وجہ سے دیوانی عدالت کو بے دخلی کا حکم دینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، جس پر اپیل گزاروں کا جواب یہ تھا کہ مقدمے کی نوعیت اور اس کے نتیجے میں جو دادرسی وہ مانگ رہے تھے، اس پر غور کرتے ہوئے عدالت کے دائرہ اختیار کی عرضی مدعا علیہ کے لیے کھلی نہیں تھی۔ اس کے بعد دیوانی عدالت نے اب ایک مسئلہ اٹھایا " کیا اس عدالت کو ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر کے پیش نظر مقدمے کی سماعت کا دائرہ اختیار حاصل ہے " جس کا فیصلہ مدعا علیہ کے خلاف کیا گیا تھا اور اپیل گزاروں کے حق میں ایک فرمان 23 اگست 1945 کو منظور کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ ہمارے سامنے اس دلیل کی بنیاد بنا کہ حکم نامے کی ناقابل تنسیخ کی درخواست نہیں اٹھائی جا سکتی کیونکہ اس پر عدالتی حکم کے اصول پر پابندی تھی۔ امر فیصل شدہ کی عرضی اپیل گزاروں کے لیے دستیاب نہیں ہے کیونکہ ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر کی وجہ سے ممانعت حکم نامے کی منظوری کے خلاف نہیں تھی بلکہ اس پر عمل درآمد کے خلاف تھی اور اس لیے عمل درآمد پر اعتراض صرف حکم نامے پر عمل درآمد کے وقت لیا جا سکتا تھا

(1) اے۔آئی۔آر۔ 1930 پی۔سی۔86، (2) اے۔آئی۔آر۔ 1949 مدراس۔809

جو فوری معاملے میں نہیں کیا جا سکا کیونکہ تعمیلی عدالت کے ذریعے مدعا علیہ کو نوٹس دیے بغیر ڈیلیوری کا حکم منظور کیا گیا تھا۔ اس لیے ہمیں امر فیصل شدہ کی بنیاد پر عذر کو ضروری پسپا کرنا چاہیے۔

عذر معافی اور عذر عارضی کی دلیل بھی طاقت سے مبرا ہے۔ یہ عرضی ایک خط پر مبنی تھی جسے مدعا علیہ کے وکیل نے مدعا علیہ کو جواب میں بھیجا تھا جس میں اپیل گزاروں کو قبضے میں رکھنے کے انتظامات کرنے کو کہا گیا تھا۔ سابق نے اس پر جواب دیا کہ اس کا موکل انتظامات کر رہا ہے اور جیسے ہی وہ ایسا کر سکے گا، وہ اس کا قبضہ اپیل گزاروں کے حوالے کر دے گا۔ یہ عذر معافی اور عذر عارضی کی درخواست کی پائیداری کے لیے ایک کمزور بنیاد ہے۔ مدعا علیہ کی طرف

سے ایسا کوئی طرزِ عمل نہیں ہے جس نے اپیل گزاروں کی پوزیشن تبدیل کرنے پر آمادہ کیا ہو یا کسی بھی طرح سے ان کے حقوق کو متاثر کیا ہو اور عدم نفاذ کی درخواست جو لی گئی ہے وہ قانون پر مبنی ہے اور قانون کے خلاف کوئی عذر عارضی نہیں ہو سکتا۔ اپیل گزاروں کی طرف سے لی گئی یہ بنیاد یکساں طور پر غیر مستحکم ہے اور اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔

تنازعہ نے دفعات 9(1)16 سال 1948 ہاؤس رینٹ کنٹرول آرڈر کا دائرہ اختیار کے استعمال میں ایک غلطی سے زیادہ درست نہیں لگتا ہے کیونکہ وہ حصے فرمان کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں نہ کہ محض دائرہ اختیار کے استعمال میں غلطی۔ موجودہ معاملے میں مذکورہ بالا دو دفعات حکم نامے پر عمل درآمد کرنے کے عدالت کے اختیار پر پابندی تھی اور اس لیے اس دلیل کو بھی مسترد کیا جانا چاہیے۔ نتیجے میں یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی

Javeed Ahmed Geelani
2024.04.02 15:40
I attest to the accuracy and integrity of this document